سید منظور الحسن

علم کا مسئلہ ''کون'' یا ''کیا''؟

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

(۱)

اطلاق کے لیے اصول، شرح کے لیے متن اور فرع کے لیے اصل کو بنیاد بنانا؛ غیر مستند کے لیے مستند کا حوالہ دینا؛ حاضر کے لیے ماضی کی نظیر پیش کرنا اور کسی علم و عمل کی تائید یا تردید کے لیے نصوص سے استدلال کرنا مسلمہ علمی رویہ ہے۔ اہل علم کے لیے اس سے مفر ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ کوئی حاصل تحقیق اگر سائنسی لحاظ سے درست ہے، کوئی نتیجۂ فکر اگر علمی طور پر صحیح ہے، کوئی موقف اگر فنی اعتبار سے بجا ہے، کوئی تحریر اگر کسی مستند دستاویز سے ہم آہنگ ہے یا کوئی تقریر اگر کسی ثابت شدہ تاریخی حقیقت سے مطابقت رکھتی ہے تو علم و عقل کی رو سے اسے قبول کرنا لازم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم اس بات کی کسی متحقق اور معتبر حوالے کے ساتھ نسبت یا مطابقت کو قبول کر لیتے ہیں تو پھر وہ حوالہ ہی ہمارے لیے فیصلہ کن ہوتا ہے۔ گویا اس صورت میں ہم اس بات کو خود اس کی بنیاد پر نہیں، بلکہ اس استناد کی بنیاد پر قبول کرتے ہیں، جس سے ہمارے نزدیک وہ وابستہ ہوتی ہے۔ اگر ہم اس کو رد کریں یا درخور اعتنا نہ سمجھیں تو یہ رویہ درحقیقت اس اصل کو رد کرنے یا اس سے بے اعتنائی برتنے کے مترادف ہوتا ہے جس پر یہ حاصل تحقیق، یہ نتیجۂ فکر، یہ موقف یا یہ تحریر و تقریر مبنی ہے۔

یہ خالص علمی رویہ ہے جس میں ''کون'' او جھل اور ''کیا'' سامنے رہتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد یہ بات زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کہ کہنے والا اپنی بات کے کسی معتبر حوالے کے ساتھ ریلیشن سے باخبر ہے یا بے خبر ہے یا اس نے

بہت غور و تحقیق کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے یا محض سنی سنائی بات کو آگے بیان کر دیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی اہم نہیں ہے کہ اس کا مذہب، اس کا فکری پس منظر اور علمی زاویۂ نظر کیا ہے۔

چنانچہ مثال کے طور پر اگر ایک ایسا شخص جو ہمارے نزدیک غیر مسلم، ملحد یا سیکولر ہے، یہ کہتا ہے کہ انسانی شرف کے اعتبار سے سب انسان برابر ہیں یا مسلمہ انسانی حقوق رنگ، نسل اور مذہب کی تفریق کے بغیر ملنے چاہییں یا لوگوں کو اظہار رائے کی آزادی ہونی چاہیے، یا غلامی اور انسانوں کی خرید و فروخت پر پابندی عائد ہونی چاہیے یا خواتین کے حقوق کو پامال نہیں کرنا چاہیے یا دنیا کو امن کا گہوارہ بننا چاہیے یا عدل و انصاف کو ریاست کی اولین ترجیح ہونا چاہیے یا مذاہب کے پیروکاروں کو رواداری کا رویہ اختیار کرنا چاہیے یا قومی معاملات میں معاہدوں کی پاس داری کرنی چاہیے یا حکومتوں کو لوگوں کی رائے پر منحصر ہونا چاہیے یا قوموں کے حق خود ارادی کا احترام ہونا چاہیے وغیرہ وغیرہ ــــ تو ہم بادنیٰ تامل اس کی بات کی تائید کریں گے اور ضرورت محسوس کریں گے تو یہ بھی بتائیں گے کہ یہ بات فلاں اخلاقی اصول پر مبنی ہے، یا فلاں آیت قرآنی سے مطابقت رکھتی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فلاں علم و عمل سے ہم آہنگ ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہمارے جلیل القدر علما نے سر سید، علامہ اقبال اور محمد علی جناح جیسے قومی قائدین اور بعض دیگر ایسے مشاہیر کے بارے میں کہ جن کی دینی و علمی حیثیت مسلم نہیں ہے، یہی رویہ اختیار کیا ہے کہ ان کی بات کو پہلے دین و اخلاق کے مسلمات پر پرکھا ہے اور درست پایا ہے تو قبول کیا ہے، و گرنہ رد کر دیا ہے۔

استاذ گرامی جناب جاوید احمد غامدی نے جب اپنے ایک شذرے میں قائد اعظم کے ۱۱/ اگست ۱۹۴۸ء کے اس اعلان کے حوالے سے کہ ''ریاست کے شہریوں میں حقوق شہریت کے لحاظ سے مذہب کی بنیاد پر کسی قسم کی کوئی تفریق نہ ہو گی''، یہ لکھا تھا کہ ''صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کا لفظ لفظ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ''میثاق مدینہ'' کی پیروی میں صادر ہوا ہے۔'' تو در حقیقت اسی علمی رویے کو بنیاد بنایا تھا۔